اہلِ طریقت کا ترجمان

مجلہ

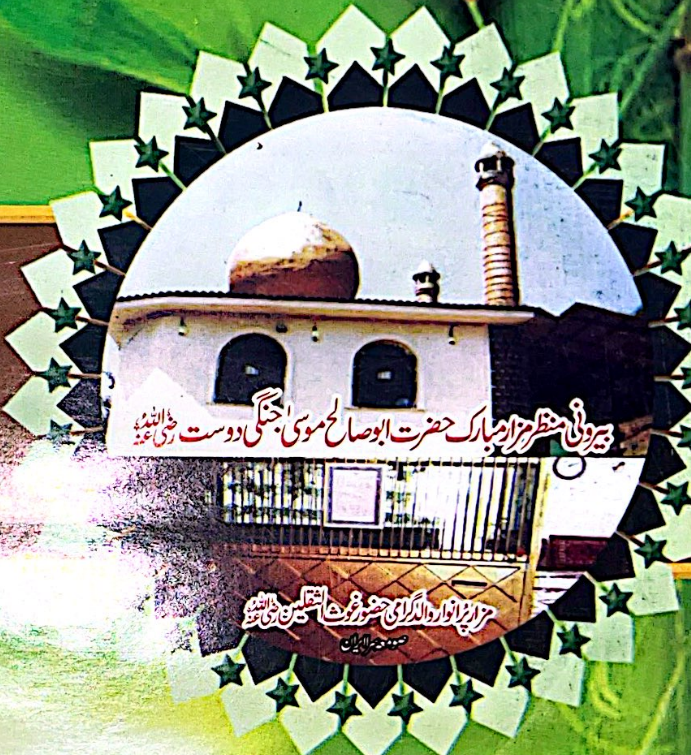
آئینہ کرم

منگانی شریف جھنگ

بیاد قطب الارشاد فرد الافراد

حضرت خواجہ پیر محمد کرم حسین حنفی القادری قدس اللہ سرہ العزیز











اہل طریقت کا ترجمان

مجلہ

آئینہ کرم

منگانی شریف جھنگ

شمارہ 32۔ ربیع الاول 1433ھ فروری 2012

خوشا مدرسہ، مسجد و خانقاہے
کہ در وے بود قیل و قال محمد ﷺ

بفضل عنایت
حضرت پیر محمد مظہر حسین قادری
زیب سجادہ آستانہ عالیہ

بظل حمایت
پیر محمد اختر حسین قادری
برمنگھم برطانیہ

زیر ادارت
ابو الحسن پیر محمد طاہر حسین قادری
منگانی شریف

ناظم اعلیٰ
سید رفاقت علی شاہ قادری

معاون
لالہ محمد رفیق طاہر ❁ ملک رب نواز
چوہدری اللہ رکھا ❁ مشتاق احمد گل

مجلس مشاورت
❁ پیر محمد سخی حسین ❁ پیر سید التجاء حسین
❁ پیر طیب حسین قادری ❁ پیر ندیم اختر ندیم منگانوی
❁ ساجد امتیاز ❁ حاجی محمد اقبال
❁ رجب علی خان ❁ میاں محمد مبارک القادری
❁ ڈاکٹر حق نواز ❁ میاں نذیر احمد
❁ مبارک علی نثار ❁ میاں غلام محی الدین
❁ محمد قاسم حنیف ❁ حافظ منظور احمد
❁ ثمر عباس ہراج ❁ محمد ریاض سندھی

مجلس اشاعت
وقاص حیدر قادری
ظفر اقبال ناصر ایڈووکیٹ ٭ محمد اکرم قادری

فہرست

رابطہ برائے خط و کتابت
قادریہ آرگنائزیشن دربار کرم طاہر آباد منگانی شریف چک نمبر 171 ڈاکخانہ 214 تحصیل و ضلع جھنگ

نبوی کے منبر پر کھڑے ہو کر حضرت حسان رضی اللہ عنہ کا نعت پڑھنا ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا ہے جسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔اسی طرح صلوٰۃ وسلام، قیام، چراغاں کا اہتمام اور جلوس تمام امور سنت ہیں۔

نیک بات کسی زمانے میں ہو نیک ہے اور برا کام کسی زمانے میں ہو بُرا ہے جیسا کہ واقعہ کربلا، حادثہ حرہ، بدعات خوارج اور شناعات روافض یہ سب امور صحابہ کرام اور تابعین کے زمانے میں واقع ہوئے مگر بُرے ہیں۔اسی طرح مدارس کا قیام، تصنیف کتب، تدوین علوم، تعلیم، صرف ونحو اور سلاسل اولیاء جیسے امور حسنہ صحابہ وتابعین کے زمانے میں کامل موجود نہ تھے مگر اچھے ہیں۔

خَیرُ القُرون قرنی بھی حدیث ہے اور امتی مثل المطر لا یدری اولہ خیر ام آخرہ بھی حدیث ہے۔یعنی ساری امت محمدیہ میں خیر ہے جیسے بارش تمام نفع بخش ہوتی ہے۔انسان کی تہذیب میں عنایات الٰہی کبھی بے ثمر نہیں رہتیں۔

صحابہ کرام خود نفس فعل کو دیکھتے۔حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تراویح کی نسبت ارشاد فرماتے ہیں نعمۃ البدعۃ ھذہ۔حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ چاشت کی نسبت فرماتے ہیں انھا البدعۃ ونعمت البدعۃ۔مگر حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ نے اپنے صاحبزادے کو نماز میں بسم اللہ باآواز پڑھتے سن کر فرمایا ای محدث ایاك والحدث "اے میرے بیٹے یہ نئی بات ہے بچ نئی باتوں سے"۔ معلوم ہوا کہ صحابہ کرام کے نزدیک بھی کسی کام کے اپنے زمانے میں ہونے اور نہ ہونے پر مدار نہ تھا بلکہ وہ نفس فعل کو دیکھتے۔

قرآن مجید کے جمع کرنے کا کام اور ایک جگہ لکھ لینے کا حکم رسول اللہ ﷺ نے نہیں دیا بلکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بحث کرنے سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو شرح صدر حاصل ہوا اور آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو جمع قرآن کا حکم دیا۔انہیں بھی وہی شبہ گزرا اور کہا آپ ایسا کام کیوں کرتے ہیں جو حضور ﷺ نے نہیں کیا۔یہ نہیں کہا کہ ہم صحابہ ہیں ہمارا زمانہ خیر القرون سے ہے بلکہ یہی جواب دیا کہ یہ کام بھلائی کا ہے۔

کوئی کام نہ کرنا اور بات ہے اور منع کرنا دوسری چیز ہے۔صحابہ کرام نے ادب حدیث خوانی میں وہ باتیں ایجاد نہیں کیں اور اسی طرح نہ ہی تابعین نے مگر امام مالک رضی اللہ عنہ نے ایجاد کرلیں جو سب کے نزدیک اُن کی فضیلت ہے۔جسے قاضی عیاض نے الشفا میں بیان کیا ہے۔منکرین میلاد مدرسے بناتے ہیں، نصاب مقرر کرتے ہیں، سہ ماہی سالانہ امتحان لیتے ہیں، تنخواہ دار مدرسین رکھتے ہیں، ماہوار چندے لیتے ہیں، گلیوں میں گشت کرتے ہیں، سہ روزہ اور چلہ لگاتے ہیں، تنظیمیں بناتے ہیں، عہدیدار بناتے ہیں، کانفرنسیں اور جلسے کرتے ہیں۔یہ سب باتیں منکرین میلاد کے ہاں رائج ہیں۔یہ قرون ثلثہ میں کب تھیں۔یہ سب جائز ہے مگر میلاد جو محبت رسول ﷺ سے تعلق رکھتا ہے ناجائز ہے۔

شہرِ رسول ﷺ کے
متبرک وتاریخی کنوئیں

افتخار احمد حافظ قادری راولپنڈی

شہرِ رسول ﷺ کے متبرک وتاریخی آثار میں اُس کے کنوئیں ایک عظیم اور نمایاں حیثیت رکھتے ہیں۔عربی کتاب "تاریخ معالم المدینہ المنورہ قدیماً وحدیثاً" کے مصنف علامہ احمد یاسین الخیاری □ رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 1380ھ) کی تحقیق کے مطابق اِن مشہور اور متبرک کنوؤں کی تعداد 23 ہے۔ مرورِ زمانہ اور مناسب دیکھ بھال نہ ہونے کے نتیجے میں یہ کنوئیں آہستہ آہستہ ختم ہوتے گئے اور اب تو اکثر لوگ اِن کنوؤں کے ناموں سے بھی واقف نہیں۔صرف کتب تاریخ میں اِن کنوؤں کی یادیں اور روایات ملتی ہیں۔اِن مبارک اور تاریخی کنوؤں کی یہ خصوصیات تھیں کہ اِن میں سرکارِ دو عالم ﷺ نے اپنا لعابِ مبارک ڈالا، اِن کا پانی نوش فرمایا اور دُعا فرمائی۔

نبی اکرم ﷺ کے بے شمار معجزات مبارکہ ہیں۔آپ کا لعابِ مبارک ایک ابدی معجزہ تھا۔اِس معجزہ کے عجیب وغریب اور حیرت انگیز اثرات ظاہر ہوتے تھے۔جن کا مشاہدہ صحابۂ کرام دن رات کیا کرتے تھے۔آپ ﷺ کے لعابِ مبارک کے بے شمار فضائل اور برکات ہیں۔صرف چند کا تذکرہ خیر وبرکت حاصل کرنے کیلئے درج ذیل ہے۔

۱- حدیبیہ کے کنوئیں میں آپ ﷺ نے جب اپنا لعاب مبارک ڈالا تو کنوئیں میں اتنا پانی آگیا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بیان فرماتے ہیں کہ ہم نے اور ہمارے جانوروں نے پانی پیا اور اگر ہم ہزاروں کی تعداد میں بھی ہوتے تو سیراب ہوجاتے۔

۲- غارِ ثور میں آپ ﷺ نے جب اپنا لعاب مبارک حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاؤں پر لگایا تو سانپ کے ڈسنے کی تکلیف رفع ہوگئی۔

۳- حضرت علی رضی اللہ عنہ آشوب چشم میں مبتلا ہوئے تو نبی پاک ﷺ نے اپنا لعاب مبارک جب آپ رضی اللہ عنہ کی آنکھوں پر لگایا تو پھر زندگی بھر آپ رضی اللہ عنہ کو یہ تکلیف نہ ہوئی۔

۴- سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے زخموں پر آپ ﷺ جب اپنا لعاب مبارک لگاتے ہیں تو حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے زخم بالکل ٹھیک ہوجاتے۔

ان متبرک اور تاریخی کنوؤں میں سے اکثر کنوئیں عثمانی دورِ حکومت تک موجود تھے۔بعد میں کچھ مسجد نبوی ﷺ کی آخری توسیع اور کچھ شہر مدینہ منورہ کی توسیع میں شامل ہوگئے اور کچھ کی ہم خود حفاظت نہ کرسکے جس کی وجہ سے وہ بھی ختم

ہو گئے۔اب صرف دو یا تین کنوئیں اُس عظیم نبوی دور کی یاد دلاتے ہیں اور اُن کے کچھ آثار موجود ہیں جو تلاش کرنے سے مل سکتے ہیں لیکن افسوس کہ ہم اُن کے بابرکت پانی سے مستفیض نہیں ہو سکتے کیونکہ اُن کو باہر سے بند کر دیا گیا ہے۔

۱- بئر النبی ﷺ / بئر خاتم

یہ کنواں ایک یہودی شخص جس کا نام اریس تھا اس کی طرف منسوب ہے۔آپ ﷺ نے اس کنوئیں میں اپنا لعاب مبارک ڈالا، اس کے پانی سے وضو فرمایا، اور ایک موقع پر اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ اس کنوئیں پر کافی دیر تشریف فرما رہے۔اس کنوئیں کو نبی اکرم ﷺ کا کنواں بھی کہا جاتا ہے اور بئر خاتم یعنی انگوٹھی والا کنواں بھی کہا جاتا ہے، کیونکہ اس کنوئیں میں آپ ﷺ کی انگوٹھی مبارک حضرت عثمان غنی □ رضی اللہ عنہ کے دست مبارک سے نکل کر گر گئی تھی۔حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے تین دن تک مسلسل کنوئیں کے اندر انگوٹھی کو تلاش کروایا مگر وہ نہ ملی یہ ہی وہ مبارک کنواں ہے کہ جس پر آپ ﷺ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو بشارت فرمائی تھی۔

اس کنوئیں کے بابرکت پانی سے ایک عرصہ تک لوگ مستفیض ہوتے رہے۔عثمانی دور حکومت میں اس کنوئیں پر ایک عمارت اور گنبد تعمیر کیا گیا۔یہ کنواں مسجد قباء کی جانب مغرب 42 میٹر کے فاصلہ پر واقع تھا۔کچھ عرصہ پہلے نبوی دور کی یہ عظیم نشانی بھی نئی توسیعات کی نذر ہو گئی۔مسجد قباء چوک بنانے کیلئے زمین کو ہموار کیا گیا اور اس میں یہ عظیم کنواں بھی گم ہو گیا۔

۲- بئر کوثر / بئر سیدۃ فاطمۃ الزھرا رضی اللہ عنہا

مسجد نبوی ﷺ کے صحن میں جانب مشرق ایک مختصر احاطہ میں باغ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا ہوا کرتا تھا۔اس کے ساتھ ایک کنواں تھا جس کے اوپر قبہ بنا ہوا تھا۔اس کنوئیں کو بئر النبی ﷺ اور بئر سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا بھی کہتے تھے۔قاضی محمد سلیمان منصوری پوری رحمۃ اللہ علیہ اپنے سفر نامہ حجاز میں بیان کرتے ہیں کہ کنواں تو پہلے سے موجود تھا لیکن اس میں آپ ﷺ نے اپنا لعاب مبارک ڈالا تھا، فرماتے ہیں کہ اس کا پانی ایسا بامزہ اور شیریں تھا کہ میں نے اپنی زندگی میں ایسا پانی نہیں پیا۔ابن جبیر اور ابن بطوطہ نے بھی اپنی کتابوں میں اس کنوئیں کا خصوصی طور پر ذکر کیا ہے۔عوام اسے کوثر کا کنواں اور اس کے پانی کو آب کوثر سے یاد کرتے تھے۔کتاب الرحلۃ الحجازیۃ (صفحہ 257) کے مطابق اہل مدینہ اس کنوئیں کا پانی امراء و حکام کو ہدیہ پیش کرتے تھے۔بعد ازاں اس بابرکت کنوئیں کو بند کر دیا گیا اور بستان سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کو بھی مٹا دیا گیا۔

۳- بئر غُرس (جنت کا کنواں)

اس مبارک کنوئیں کے پانی کو یہ اعزاز حاصل ہوا کہ اس کے متبرک و عظیم پانی سے نبی اکرم ﷺ کو بعد از وصال غسل مبارک دیا گیا۔ایک موقع پر آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ارشاد فرمایا، کہ اے علی رضی اللہ عنہ جب میری وفات ہو جائے تو مجھے اس کنوئیں کے پانی سے غسل دینا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

بئر غرس من عیون الجنة

(کہ غُرس کا کنواں جنت کی نہروں میں سے ایک ہے۔)

کتاب "مدینہ شناسی" کے مصنف سید محمد باقر نجفی کے مطابق ایک مرتبہ آپ ﷺ نے اس کنوئیں کے متعلق خواب دیکھا اور ارشاد فرمایا۔

رایت اللیه انی اصبحت علی بئر من الجنة

(کہ آپ ﷺ جنت کے کنوؤں میں سے ایک کنوئیں پر تشریف فرما ہیں۔)

چون صبح شد پیامبر ﷺ برسر چاه غُرس رفته واز آب آن وضو گرفت

(صبح ہوتے ہی آپ ﷺ اس کنوئیں پر تشریف لے گئے، اس کے پانی سے وضو فرمایا اور اس کنوئیں کو جنت کا چشمہ ارشاد فرمایا۔)

اس کنوئیں میں بھی آپ ﷺ نے اپنا لعاب مبارک ڈالا، اس کنوئیں کے مقام پر آپ ﷺ کو ایک مرتبہ شہد پیش کیا گیا تھا اور آپ ﷺ نے اس کو بھی اس میں گرا دیا تھا۔

یہ مبارک کنواں مسجد قبا سے آدھ میل کے فاصلہ پر علاقہ "منطقہ قربان" وادی بطحان کے کنارے واقع ہے اور اس کے اردگرد "بنی حنظلہ" کی قبور واقع تھیں۔

وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ یہ کنواں خراب ہوتا گیا۔700 ہجری میں اس کی مرمت کی گئی۔علامہ سمہودی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ 882 ہجری میں اس کنوئیں کے ساتھ ایک مسجد بھی تعمیر کی گئی اور عوام اس کے متبرک پانی سے مستفیض ہوتے رہے۔

یہ کنواں اس وقت بھی موجود ہے۔لیکن بدقسمتی کہ ہم اس متبرک پانی سے مستفیض نہیں ہو رہے۔اس بندۂ ناچیز کو اکتوبر 2000ء میں اس عظیم کنوئیں پر حاضر ہونے اور تصاویر بنانے کا شرف حاصل ہوا۔اس وقت اس کنوئیں کو تمام اطراف سے اینٹوں سے بند کر دیا گیا ہے اور اوپر ٹین کی چھت ڈال دی گئی ہے اس کے اطراف میں بنی حنظلہ کی جو قبور تھیں وہ بھی باقی نہیں اور نہ ہی اس مسجد کا نشان ملتا ہے جس کا ذکر علامہ سمہودی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا ہے۔اس کے قریب ایک انسٹیٹیوٹ (معھد) ہے اور ان کی گاڑیاں اس کنوئیں کے اردگرد کھڑی نظر آئیں۔بندہ نے بڑی مشکل سے ہاتھ اور کیمرہ اندر کر کے ایک تصویر بنائی۔

۴- بئر رومہ یا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا کنواں

یہ کنواں مدینہ منورہ کے قدیم ترین کنوؤں میں سے ایک ہے۔زمانہ جاہلیت میں اس کا مالک ایک یہودی شخص رومۃ الغفاری تھا اور اس کا پانی فروخت کیا کرتا تھا۔چونکہ مدینہ منورہ میں یہ ہی میٹھے پانی کا کنواں تھا اور مسلمانوں کیلئے میٹھے پانی کی قلت کے باعث آپ ﷺ نے اس کے مالک سے کہا تھا "**بعینها بعین فی الجنة**" یعنی "کنوئیں کے بدلے جنت کا ایک کنواں" جس پر اس یہودی شخص نے کہا تھا کہ یا رسول اللہ ﷺ میں یہ نہیں کر سکتا کیونکہ اس کنوئیں سے ہی میرا اور میرے گھر والوں کا گزارا ہوتا ہے۔جس پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

من اشتری بئر رومة فله مثلها فی الجنة

(یعنی جو بئر رومہ کو خریدے گا اس کیلئے جنت میں اسی طرح کا ایک کنواں ہوگا)

اس کی خبر جب حضرت عثمان غنیؓ تک پہنچی تو آپؓ نے اس کنوئیں کو دو قسطوں میں خرید کر کے وقف کر دیا اور اس شرف کے مستحق ٹھہرے کہ اس کنوئیں کے بدلے جنت میں ایک کنواں۔ اس موقع پر نبی اکرم ﷺ نے حضرت عثمان غنیؓ کے بارے میں فرمایا کہ "عثمان غنیؓ کا صدقہ کیا عظیم صدقہ ہے"۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اور شدید گرمی کی وجہ سے جب اس میں پانی کی کمی ہو گئی تو ایک بار پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

من حفر بئر رومة فله الجنة

کہ جس نے بئر رومہ کھدوایا اس کیلئے جنت کی بشارت

پھر ایک بار یہ عظیم سعادت حضرت عثمان غنیؓ کے حصہ ہی میں آئی۔ آپؓ نے دوبارہ اس کنوئیں کو کھدوایا اور جنت کی عظیم سعادت کے مستحق ٹھہرے۔

750 ہجری میں اس کنوئیں کو ایک بار پھر تعمیر کیا گیا اور لوگ اس کے پانی سے سیراب ہوتے رہے۔

بحمد اللہ یہ کنواں اب بھی موجود ہے اور ایک وسیع رقبے کے اندر واقع ہے ارد گرد محکمہ زراعت کے دفاتر ہیں۔ باہر ایک بورڈ لگا ہوا ہے جس پر **مزرعة بئر عثمان** لکھا ہوا ہے۔ اندر آنے کی پابندی ہے۔ عمرہ اور حج کے مواقع پر تو یہاں سے گزرنا بھی ممنوع قرار دیا جاتا ہے۔ عام ایام میں اگر اندر آنے کی کوشش کی جائے تو اس متبرک کنوئیں کی زیارت کا شرف حاصل ہو سکتا ہے۔ بندۂ ناچیز کو اکتوبر 2000ء میں اس عظیم کنوئیں پر حاضری کا شرف حاصل ہوا اور تصاویر بھی بنائیں۔ اس وقت کنوئیں کو چاروں اطراف سے بند کر دیا گیا ہے۔ کنوئیں کے اندر پانی تو موجود ہے لیکن افسوس..........

۵- بئر علیؓ (حضرت علیؓ کا کنواں)

تاریخ مدینہ منورہ کی اکثر کتب میں "ذوالحلیفہ" کے مقام پر کنوؤں کا ذکر ملتا ہے۔

ذو الحليفه بها عدة آبار والماء فيها كثير

ذوالحلیفہ میں کثرت سے کنوئیں اور ان میں پانی کی بھی کثرت ہے۔

یہی کنوئیں بعد میں آبار علیؓ کے نام سے مشہور ہوئے۔ حضرت علامہ سمہودی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی **وفاء الوفاء** میں بئر علیؓ کا ذکر کیا ہے۔

بذی الحليفه البئر التي تسميها العوام بئر علیؓ بن ابی طالبؓ

کہ ذی الحلیفہ میں ایک کنواں بئر علی کے نام سے عوام میں مشہور ہے۔

انہی میں سے ایک کنوئیں کے قریب آپ ﷺ نے غسل فرما کر احرام باندھا تھا۔ آہستہ آہستہ یہ کنوئیں ختم ہوتے گئے اور صرف ایک کنواں باقی رہ گیا جو بئر علی کے نام سے مشہور ہوا۔

(جاری ہے)

از نگاہِ مصطفیٰ پنہاں بگیر

عرفان صدیقی

ایک صدی سے زائد کا عرصہ ہوا۔ ڈیرہ غازی خان کے ترین قبیلے سے تعلق رکھنے والے ایک پٹھان، اللہ داد خان کے ہاں ایک بچہ پیدا ہوا۔ اُس کا نام محمد رمضان رکھا گیا۔ رمضان ہونہار طالب علم نکلا۔ بی اے کے بعد بی ٹی کا امتحان پاس کیا اور بطور انگلش ٹیچر سرکاری ملازمت اختیار کر لی۔ طبیعت میں فقیرانہ استغنا بھی تھا۔ اور صوفیانہ بے نیازی بھی۔ اعلیٰ تعلیم یافتہ اور سرکار انگلیشیہ کا ملازم ہونے کے باوجود کبھی دیسی لباس ترک نہ کیا۔ چہرہ سنت رسول ﷺ سے سجا تھا۔ ہمیشہ ہاتھ میں ایک موٹی سوٹی اور کندھے پر بڑا سا تولیہ ڈالے رکھتے، فارسی اور اُردو کے شعر کہتے۔ علامہ اقبال کے عشاق میں سے تھے۔ اُن کے کئی اشعار پہ تضمین کہی جو علامہ نے بہت پسند کی۔ مولانا فیض محمد شاہ جمالی کے مرید اور حضرت خواجہ نظام الدین تونسوی کے حلقہ نشین تھے۔ ایک سیاسی خاندان کے نوجوان، عطا محمد جسکانی سے گہرے لگاؤ کے باعث عطائی تخلص اختیار کیا اور "محمد رمضان عطائی" کہلانے لگے۔

یہ اُن دنوں کا ذکر ہے جب عطائی ڈیرہ غازی خان کے گورنمنٹ سکول میں تعینات تھے۔ اُنہی دنوں ان کے قریبی شناسا مولانا محمد ابراہیم ناگی بھی ڈیرہ غازی خان کے سب جج تھے۔ ابراہیم ناگی ایک دُرویش منش اور صاحب علم شخصیت تھے۔ آپ انیس ناگی کے والد اور معروف صحافی واصف ناگی کے دادا تھے۔ علامہ اقبال سے گہری محبت رمضان عطائی اور ابراہیم ناگی کے درمیان دوستانہ قربت کی قدر مشترک تھی۔ مولانا ابراہیم کو علامہ اقبال سے ملاقاتوں کا اعزاز بھی حاصل تھا۔

ایک دن مولانا ابراہیم لاہور گئے۔ علامہ سے ملاقات ہوئی۔ واپس آئے تو سر شام معمول کی محفل جمی علامہ اقبال سے ملاقات کا ذکر چلا تو عطائی کا جنوں سلگنے لگا۔ مولانا نے جیب سے کاغذ کا ایک پرزہ نکال کر عطائی کو دکھایا۔ اور کہنے لگے۔ لو عطائی! علامہ صاحب کی تازہ رباعی سنو۔ پھر وہ ایک عجب پُر کیف انداز میں پڑھنے لگے۔

تو غنی از ہر دو عالم من فقیر   روزِ محشر عذر ہائے من پذیر
ور حسابم را تو بینی ناگزیر   از نگاہِ مصطفیٰ پنہاں بگیر

مولانا کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔ لیکن محمد رمضان عطائی کی کیفیت روتے روتے دگرگوں ہو گئی۔ اسی عالم وجد میں فرش پر گرے۔ چوٹ آئی اور بے ہوش ہو گئے۔ رُباعی اُن کے دل پر نقش ہو کے رہ گئی۔ اُٹھتے، بیٹھتے گنگناتے اور روتے رہتے۔ اُنہی دنوں حج پر گئے۔ خود اپنی ڈائری میں لکھتے ہیں۔ کہ جب حجاج اوراد و وظائف میں